باب نمبر 3

ریاست
(The State)

ریاست کا تعارف

ریاست کا تصور چند ہزار سال پہلے منظر عام پر آیا۔ قدیم یونانی ریاستیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے تین چار سو سال پہلے وجود میں آئیں۔ یہ دور قبل از مسیح کہلاتا ہے۔ اس سے پہلے لوگ قبائلی انداز میں رہ رہے تھے۔ قدیم یونانی ریاستیں الگ الگ آبادیاں تھیں۔ یونان کے اندر قریباً 158 ایسی ریاستیں قائم تھیں، جنھیں شہری ریاستیں (City States) پکارا جاتا تھا۔ یونانیوں کے بعد رومیوں نے ریاستوں کو وسیع تر شکل دی۔ جنگوں اور فتوحات کی بدولت چھوٹی چھوٹی ریاستیں بڑی ریاستوں کا حصہ بن گئیں۔ پانچویں صدی عیسوی میں خود مختار، مستحکم اور آزاد ریاستیں (States) قائم ہوئیں۔

ریاست کی تعریف (Definition of State)

-1 ارسطو (Aristotle)

''خاندانوں اور دیہاتوں کا ایسا اجتماع جس میں افراد خود کفیل اور خوشیوں بھری زندگی گزاریں، ریاست کہلاتا ہے۔''

-2 برجیس (Burgess)

''ریاست افراد کا ایک گروہ ہے جسے منظم یونٹ کہا جا سکتا ہے۔''

-3 بلنشلی (Bluntschli)

''ایک مخصوص علاقے میں عوام کا سیاسی طور پر منظم ہونا ریاست کہلاتا ہے۔''

-4 لاسکی (Laski)

''دوسرے اداروں پر حاوی ادارہ ریاست کہلاتا ہے جس میں عوام حکومت اور رعایا میں منقسم ہوں اور ان کے پاس مخصوص علاقہ ہو۔''

-5 وڈرو ولسن (Woodrowilson)

''افراد کا کسی مخصوص علاقے میں قانون کی خاطر منظم ہونا ریاست کہلاتا ہے۔''

-6 گارنر (Garner)

''ریاست افراد کی ایک ایسی تنظیم کا نام ہے جو ایک مخصوص علاقے پر قابض ہو، بیرونی کنٹرول سے آزاد ہو اور وہاں ایک منظم حکومت قائم ہو ایسی حکومت جس کی اطاعت عوام کی اکثریت عادتاً کرتی ہو۔''

ریاست کے ضروری عناصر
(Elements of State)

ریاست کے ضروری عناصر کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے:

-1 آبادی (Population)

ریاست انسانوں کے لیے بنائی جاتی ہے، اس لیے آبادی اس کا اہم عنصر ہے۔ آبادی کے بغیر ریاست کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ہر ریاست میں شہری ہوتے ہیں، جنھیں ریاست کی جانب سے حقوق دیے جاتے ہیں۔ آبادی کے حوالے سے یہ بحث ضروری ہے کہ ایک ریاست کی آبادی کتنی ہو؟ کئی ایسی ریاستیں ہیں جہاں کروڑوں افراد بستے ہیں اور ایسی بھی ہیں جن کی آبادی چند ہزار افراد سے زیادہ نہیں ہے۔ چین اور بھارت کی آبادی سوا ارب سے کہیں بڑھ گئی ہے۔ ویٹیکن سٹی کی آبادی ڈیڑھ ہزار سے کم ہے۔ ماہرین نے آبادی کے بارے میں ایک فارمولا تسلیم کیا کہ ریاست کی آبادی اُس کے وسائل سے ہم آہنگ ہونی چاہیے۔

قدیم یونانی ریاستوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے افلاطون نے ایک مثالی ریاست کی آبادی پانچ ہزار چالیس (5040) مقرر کی۔ روسو نے مثالی آبادی دس ہزار (10,000) ٹھہرائی ہے۔ آج کی جدید ریاستیں افلاطون اور ارسطو کی شہری ریاست کے تصور سے بہت بڑی ہوگئی ہیں۔ بقول ارسطو: آبادی نہ زیادہ ہو نہ کم بلکہ ملکی وسائل سے مطابقت رکھتی ہو۔

-2 علاقہ (Territory)

علاقہ کے بغیر ریاست مکمل نہیں ہوتی۔ ریاست ایک ادارہ ہے جس کے لیے سرزمین لازم ہے۔ علاقہ کے حوالے سے بھی آبادی کی طرح یہ سوال ابھرتا ہے کہ ایک ریاست کا علاقہ کتنا ہونا چاہیے؟ موجودہ دور میں دنیا کی کئی ریاستیں ایسی ہیں، جن کا رقبہ بہت کم ہے اور بہت سی ریاستیں ایسی بھی ہیں جن کے رقبے بہت زیادہ ہیں۔ مثال کے طور پر ویٹی کن سٹی (Vatican City) کا رقبہ صرف 0.44 مربع کلومیٹر اور منا کو (Monaco) کا رقبہ صرف 2.02 مربع کلومیٹر ہے۔ روس (Russia) اور چین (China) جیسی بڑی ریاستیں بھی ہیں۔ روس کا رقبہ قریباً 17.13 ملین مربع کلومیٹر اور چین کا رقبہ قریباً 9.6 ملین مربع کلومیٹر ہے۔ چھوٹی ریاستیں کمزور ہونے کی وجہ سے ہمیشہ اپنے آپ کو غیر محفوظ خیال کرتی ہیں اور بڑی ریاستوں کے رحم و کرم پر ہوتی ہیں۔ بہر حال اتنی چھوٹی ریاست بھی نہ ہو کہ وہ اپنی حیثیت برقرار نہ رکھ سکے اور اتنی بڑی بھی نہ ہو کہ وہ اپنے آپ کو منظم نہ کر سکے۔

-3 حکومت (Government)

حکومت وہ ادارہ ہے جس کے ذریعے ریاست میں پورا نظم و نسق چلایا جاتا ہے۔ عوام کو منظم اور محفوظ زندگی گزارنے میں مدد دینے کے لیے اصول و ضوابط ضروری ہوتے ہیں۔ ان کو تشکیل دینے، ان پر عمل درآمد کرانے اور ان کے مطابق عوام کو انصاف فراہم کرنے کی ذمہ داری حکومت پر ہوتی ہے۔ حکومت کے تین شعبے ہیں جو اپنا اپنا کام کرتے ہیں۔

☆ **مقننہ:** ریاست کے لیے قانون بناتی ہے۔

☆ **انتظامیہ:** ریاست میں قانون پر عمل درآمد کراتی ہے۔

☆ **عدلیہ:** قانون کے مطابق انصاف مہیا کرتی ہے۔

...رونی دباؤ سے آزاد ہوتی ہے اور اندرونی طور پر تمام...

...یاست کا تصور پورا نہیں ہوتا۔

...ار ہے جو اسے تمام شہریوں اور ان کے اداروں پر حاوی ہو۔
...اقتدار اعلیٰ کہلاتا ہے۔ جب کسی علاقے کے باشندے کسی دوسرے علاقے کے باشندوں
...کہلاتا۔ جموں و کشمیر کے باشندے آبادی، علاقہ اور حکومت کے حامل ہیں لیکن اُسے بیرونی
...اعلیٰ حاصل نہیں ہے۔ خارجی اور داخلی اقتدار اعلیٰ کا موجود ہونا آزاد اور خودمختار ریاست کے لیے

ریاست کی تخلیق کے بارے میں نظریات
(Theories about Origin of State)

...کیسے ہوئی؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے مفکرین نے یکے بعد دیگرے کئی نظریات پیش کیے ہیں۔ بعض نے کہا ریاست
...کا نتیجہ ہے۔ کچھ اسے تخلیق ربانی کہتے رہے۔ بعض اس کو خاندان کی بڑھتی ہوئی شکل ثابت کرنا چاہتے تھے اور متعدد
...ریاست کو ایک معاہدے کا نتیجہ قرار دیا۔ ان نظریات میں جزوی طور پر سچائی ہوگی لیکن کسی ایک کو ریاست کی تخلیق کی وجہ قرار
...یح نہیں۔ ...نظریہ بھی کہتے ہیں۔ اس نظریہ کے

تاریخی/ارتقائی نظریہ
(Historical/Evolutionary Theory)

...بیسویں صدی میں بہت مقبول ہوا۔ اسے...
...آج کل اسی نظریہ کو درست سمجھا جا رہا ہے۔
ریاست کی ابتداء کا تاریخی یا ارتقائی نظریہ... یہ معاہدے کی وجہ سے بھی قائم نہیں ہوئی اور نہ ہی محض...
...سے پہلے والے مختلف نظریات کا زور توڑ دیا۔ ریاست کی تخلیق قوت کا نتیجہ نہیں ہے... کسی منصوبہ بندی کا نتیجہ...
...ریاست زمانہ کی پیداوار ہے اور یہ... کے بعد ہی ریاست کو تخلیق...
...کے ارتقا... کی ابتدائی مدارج...

4- اقتدارِ اعلیٰ (Sovereignty)

اقتدارِ اعلیٰ ریاست کا وہ اعلیٰ وارفع اختیار ہے جس کی وجہ سے وہ بیرونی دباؤ سے آزاد ہوتی ہے اور اندرونی طور پر تمام افراد اور اداروں پر حاوی ہوتی ہے۔ اقتدارِ اعلیٰ لازمی عنصر ہے جس کے بغیر مکمل ریاست کا تصور پورا نہیں ہوتا۔

اقتدارِ اعلیٰ کے دو پہلو ہیں۔

☆ **داخلی اقتدارِ اعلیٰ:**

ریاست کے اندر وہ اعلیٰ وارفع اختیار جو علاقے میں رہنے والے تمام شہریوں اور اُن کے اداروں پر حاوی ہو۔

☆ **خارجی اقتدارِ اعلیٰ:**

ریاست کا بیرونی دباؤ سے آزاد ہونا خارجی اقتدارِ اعلیٰ کہلاتا ہے۔ جب کسی علاقے کے باشندے کسی دوسرے علاقے کے باشندوں کے حکم کے تابع ہوں تو وہ علاقہ ریاست نہیں کہلاتا۔ جموں وکشمیر کے باشندے آبادی، علاقہ اور حکومت کے حامل ہیں لیکن اُسے بیرونی کنٹرول سے آزادی یعنی خارجی اقتدارِ اعلیٰ حاصل نہیں ہے۔ خارجی اور داخلی اقتدارِ اعلیٰ کا موجود ہونا آزاد اور خودمختار ریاست کے لیے لازمی شرط ہے۔

ریاست کی تخلیق کے بارے میں نظریات
(Theories about Origin of State)

ریاست کی ابتدا کیسے ہوئی؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے مفکرین نے یکے بعد دیگرے کئی نظریات پیش کیے۔ بعض نے کہا ریاست قوت کے استعمال کا نتیجہ ہے۔ کچھ اسے تخلیق ربانی کہتے رہے۔ بعض اس کو خاندان کی بڑھتی ہوئی شکل ثابت کرنا چاہتے تھے اور متعدد مفکرین نے ریاست کو ایک معاہدے کا نتیجہ قرار دیا۔ ان نظریات میں جزوی طور پر سچائی ہوگی لیکن کسی ایک کو ریاست کی تخلیق کی وجہ قرار دینا مناسب نہیں۔

تاریخی/ارتقائی نظریہ
(Historical/Evolutionary Theory)

ریاست کی ابتدا کا تاریخی یا ارتقائی نظریہ بیسویں صدی میں بہت مقبول ہوا۔ اسے درست نظریہ بھی کہتے ہیں۔ اس نظریے نے پہلے سے جنم لینے والے مختلف نظریات کا زور توڑ دیا۔ آج کل اسی نظریہ کو درست سمجھا جا رہا ہے۔

ڈاکٹر گارنر

ڈاکٹر گارنر کے الفاظ میں: ''ریاست کی تخلیق قوت کا نتیجہ نہیں ہے۔ یہ معاہدے کی وجہ سے بھی نہیں بنی اور نہ ہی محض خاندان پھیلنے کا نتیجہ ہے۔''

ڈاکٹر لیکاک

ڈاکٹر لیکاک کہتا ہے کہ: ''ریاست ایک مخصوص زمانہ کی پیداوار نہیں اور نہ ہی کسی منصوبہ بندی کا نتیجہ ہے بلکہ مسلسل ارتقائی عمل نے اسے موجودہ شکل دی ہے۔ یہ تاریخ کے لمبے ارتقائی عمل کے جاری رہنے کے بعد بنی۔'' ریاست کو تخلیق کرنے میں مدتوں کا عمل کارفرما رہا ہے۔ کئی عوامل کے اثرات نے اسے پروان چڑھایا۔ خونی رشتوں نے اس کی ابتدا میں مدد دی۔ طاقت نے اپنا رنگ دکھایا۔ مذہب کی

بدولت بھی یہ منزل قریب تر آئی۔ لوگ بتدریج سوچتے سوچتے شعور پاتے گئے۔ بہتر سے بہتر کا حصول انسان کا مطمعِ نظر رہا ہے۔ انسانوں کی سوچ نے انھیں متحد ہونے کا راستہ دکھایا۔ ان متعدد عوامل کا نتیجہ ریاست بنا۔

ریاست ایک درخت کی مانند ہے جس کی پرورش میں زمین بیج، پانی، ہوا، روشنی، کھاد، انسانی محنت اور کئی اور عوامل شامل ہوتے ہیں۔ درخت ایک دن یا ایک چھوٹے سے عرصے میں نہیں اُگتا۔ درخت بننے تک پودے کو بہت سی منازل طے کرنا پڑتی ہیں۔ یہی حال ریاست کا رہا۔ کافی عوامل اپنے اپنے طور پر کارفرما رہے اور ریاست نمودار ہوئی۔ ریاست کی ابتدا کے تاریخی یا ارتقائی نظریے کے مطابق ریاست کی تخلیق میں درج ذیل عوامل نے اپنا اپنا کردار ادا کیا:

1- رشتہ داری

سر ہنری مین نے ریاست کی تخلیق میں خاندان اور قبیلے کو واحد سبب قرار دیا ہے۔ ریاست کی تخلیق کا عمل شروع ہوا تو کئی عوامل مل جل کر یکے بعد دیگرے کام کرتے رہے۔ ان میں خونی رشتے کو سب سے اہم عنصر کہا جاتا ہے۔

ارسطو نے ریاست کو خاندانوں کا مجموعہ لکھا ہے۔ فرانسیسی فلسفی ژاں بوداں ریاست کی ابتدا، قیام اور استحکام میں سب سے بڑا عنصر رشتہ داری کو بیان کیا ہے۔ رشتوں کی بنیاد پر عصبیت اُبھرتی ہے اور اسی عصبیت نے خاندانوں، برادریوں اور قبیلوں کو مضبوط سے مضبوط تر بنایا۔ یوں قبیلے منظم ہوئے۔ اقتدار سربراہِ قبیلہ کو ملا۔ یوں ایک علاقہ میں قبیلے کو بلاشرکتِ غیرے کنٹرول ملا تو ریاست کے قیام کا راستہ ہموار ہو گیا۔ سیاسی تنظیم نمودار ہوئی اور دیگر عوامل کے تعاون سے تنظیم بالآخر ریاست کی شکل میں ڈھل گئی۔

میک آئیور (MacIver) نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ''خونی رشتوں نے معاشرہ بنایا اور معاشرے میں بعد ازاں ریاست قائم ہوئی۔'' یقیناً معاشرے میں موجود خاندانوں اور قبیلوں نے لوگوں کو منظم کیا اور اپنے مفادات کے لیے وہ بتدریج منظم ہوتے ہوتے ریاست کی صورت اختیار کر گئے۔

2- مذہب

انسانوں کا مذہب سے واسطہ شروع سے رہا ہے۔ مذہب نے بعض اوقات خونی رشتوں پر بھی فوقیت حاصل کر لی اور عوام مزید مجتمع ہوئے مشترکہ طور پر اصولوں کے تحت زندگی بسر کرنے کی ترغیب مذہب نے دی۔ جب کسی مضبوط قبیلے نے ایک مخصوص مذہب کو اپنا لیا تو دو عناصر باہم متعاون ہوئے۔ رشتہ داری اور مذہب دونوں ملے تو عوام کے گروہ بہت زیادہ مضبوط ہو گئے۔ خونی رشتوں اور مذہبی ہم آہنگی نے عصبیت کو اور زیادہ طاقت ور بنایا نیز عوام میں حکم ماننے اور ایک دوسرے سے تعاون کرنے کے جذبوں کو فروغ ملا۔

3- قوت

ریاست کو وجود میں لانے کے لیے قوت نے بھی اہم کردار ادا کیا ہے لیکن ہم یہ نہیں کہ سکتے کہ طاقت کے استعمال سے ریاست وجود میں آئی۔ زمانہ ماضی میں مختلف قبیلوں میں لڑائیاں ہوتی رہیں اور قبائل کے سردار نے اہمیت اختیار کر لی۔ کامیاب ہونے والے سردار حکمران بن گئے اور ریاست کی تخلیق عمل میں آئی۔

4- سیاسی شعور

سیاسی شعور کی بنا پر افراد میں بیداری پیدا ہوئی۔ لوگوں نے اپنے حقوق کی پہچان کی۔ آزادی کا مطالبہ ہوا۔ انتخابات عمل میں آئے۔ لوگوں نے اکٹھی زندگی گزارنا شروع کر دی۔ اجتماعی زندگی اور ضروریاتِ زندگی کی تکمیل کے لیے انھیں ایک ادارے کی ضرورت پیش آئی جو ریاست کی شکل میں معرضِ وجود میں آ گیا۔

ریاست کی تخلیق کا نظریہ ربانی

(Theory of Divine Origin of State)

ریاست کی تخلیق کے نظریہ ربانی کے حامیوں کا خیال ہے کہ ریاست کا خالق خود اللہ تعالیٰ ہے۔ ریاست کی تخلیق کے علاوہ حکومت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکمرانوں کو عطا ہوئی ہے۔ اس نظریہ کے حامی حکمران کو دنیاوی اور دینی دونوں شعبوں میں عوام کا راہبر اور مقتدر اعلیٰ تسلیم کرتے ہیں۔ اس نظریہ کے بنیادی اصول درج ذیل ہیں۔

- ☆ ریاست اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے۔
- ☆ حاکم اعلیٰ کو بھی اللہ تعالیٰ ہی مقرر کرتا ہے۔
- ☆ حاکم اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کو جواب دہ ہوتا ہے۔
- ☆ حاکم اعلیٰ ریاست میں اللہ تعالیٰ کا نائب ہے۔
- ☆ حاکم اعلیٰ کی حکم عدولی اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی ہے۔
- ☆ حاکم اعلیٰ مطلق العنان ہوتا ہے اور اُس کے اختیارات کی کوئی حد نہیں ہوتی۔

نظریہ قوت

(Force Theory)

نظریہ قوت کے حامیوں کا خیال ہے کہ ریاست قوت اور جبر کے نتیجے میں وجود میں آئی۔ عوام کے گروہ ایک دوسرے سے لڑتے رہے۔ جس گروہ کو باقی گروہوں پر فتح حاصل ہوئی، اس کا سردار حکمران بن گیا اور مخصوص علاقے پر قابض ہو کر اپنے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کروالیا۔ سرداروں کے درمیان جنگیں ایک بادشاہ کی حکومت کے قیام کا باعث بنیں۔ اسی لیے کہا گیا کہ: "بادشاہ کو جنگوں نے پیدا کیا۔"

انگلستان، روس، سپین، ناروے اور ڈنمارک میں مختلف قبائل کے درمیان رزم آرائی کے نتیجے میں مضبوط حکمران وجود میں آئے اور انھوں نے ریاستوں کی بنیادیں رکھیں۔ یورپ ہی کی طرح ایشیا کے مختلف علاقوں میں گروہوں کے مابین جنگ وجدل نے ریاستوں کو جنم دیا۔ افغانستان اور وسط ایشیا کے علاقوں میں ریاستیں قبائلی جنگوں کے نتیجہ میں قائم ہوئیں۔

- ☆ ابن خلدون، ہیوم، گریگوری جنفتم اور اوپن ہائیم نے اس نظریہ کو پسند کیا۔ جبر و قوت نے یقیناً عوام کو مجتمع کرنے اور ایک ریاست کی شکل میں ڈھالنے میں اہم کردار ادا کیا لیکن یہ ایک سبب تھا۔ دوسرے کئی اسباب نے بھی ریاست کی تخلیق میں اپنا اپنا کردار ادا کیا۔
- ☆ کچھ مفکرین نظریہ قوت کے تحت قومی تشخص کو ابھارنے اور ریاست میں حاکم کو مضبوط بنانے کے حامی ہیں۔ مثال کے طور پر مشہور جرمن مفکر فریڈرک نطشے (Friedrich Nietzsche) ریاست کی عظمت کی خاطر نظریہ قوت کو صحیح ثابت کرتا رہا۔

نظریہ پدرسری
(Patriarchal Theory)

نظریہ پدرسری سر ہنری مین(Sir Henry Maine) نے پیش کرتے ہوئے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ریاست خاندان کی وسیع تر شکل ہے۔ خاندان سب سے پہلا اور فطری ادارہ ہے۔ خاندان پھیلا تو برادری بنی، برادری پھیلی تو قبیلہ بنا۔ قبیلہ کا سب سے بڑا بزرگ قبیلہ کا سربراہ بنا۔ جب ایک قبیلہ مستقل طور پر ایک علاقے پر بلا شرکت غیرے قابض ہو گیا تو وہ علاقہ خود مختار اور مقتدر ریاست کی شکل اختیار کر گیا۔ ریاست میں بادشاہ کی حیثیت قبیلہ کے سردار کو ملی۔ قبائل کی آپس میں جنگوں کے نتیجے میں مضبوط ترین قبیلہ وسیع سے وسیع تر علاقے پر قابض ہو گیا اور وسیع تر ریاست بن گئی۔ یونانی مفکر ارسطو نے بھی نظریہ پدرسری کی حمایت کی۔ ارسطو کے الفاظ میں: ''ریاست خاندانوں اور دیہاتوں کا مجموعہ ہے۔'' نظریہ پدرسری میں درج ذیل اہم خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔

☆ ریاست کی ابتدا خاندان سے ہوئی۔

☆ قبیلہ ایک مضبوط منظم تنظیم بنا اور اُس کا سردار بعدازاں بادشاہ کا روپ اختیار کر گیا۔

☆ خاندان، برادری اور قبیلہ کا سربراہ مرد تھا اور ریاست بنی تو مرد ہی ریاست کا حکمران قرار پایا۔

نظریہ مادرسری
(Matriarchal Theory)

پدرسری اور مادرسری نظریات بنیادی طور پر یکساں اصول پر پروان چڑھے۔ دونوں میں تسلیم کیا گیا کہ رشتہ داری ریاست کی بنیاد تھی اور قبیلہ کا سربراہ ریاست کا حکمران بنا۔ البتہ مادرسری نظریہ کے پیش کاروں نے موقف اختیار کیا کہ خاندان، برادری اور قبیلہ میں سربراہی عورت کو حاصل تھی۔ مرد کا اس حوالے سے کوئی کردار نہیں تھا۔ نظریہ مادرسری کے حامیوں نے درج ذیل نکات پر زور دیا۔

☆ نکاح اور خاندان کا تصور بہت بعد میں پیدا ہوا۔ ہزاروں سال پہلے انسان مل کر رہتے تھے۔ معاشرہ تھا اور اُس میں نکاح کا رواج نہ تھا۔ عورت بیک وقت کئی مردوں سے جنسی میل ملاپ رکھتی تھی، اس لیے والد کا تعین ناممکن تھا، اولاد ماں کے نام سے پہچانی جاتی تھی۔ یوں معاشرے میں اولاد ماں کے اردگرد رہتی تھی۔ معاشرہ میں اہم تر مقام ماں کو حاصل تھا۔

☆ گروہ پہلے سے موجود تھے جو مشترکہ طور پر رہ رہے تھے۔ رفتہ رفتہ ایک عورت اور ایک مرد اکٹھے رہنے لگے جس سے خاندان وجود میں آیا۔ اس کی سربراہ عورت ہوا کرتی تھی۔

نظریہ معاہدہ عمرانی
(Social Contract Theory)

☆ نظریہ معاہدہ عمرانی پیش کرنے والے مفکرین میں تین نام، تھامس ہابز، جان لاک اور روسو نمایاں ہیں۔ ان مفکرین کا دعویٰ ہے کہ ریاست عوام نے خود ایک اجتماعی معاہدے کے نتیجے میں تخلیق کی۔ اُن کا کہنا ہے کہ ریاست نہ اللہ تعالیٰ نے تخلیق کی، نہ یہ خاندان یا قبیلہ کی وسیع شکل ہے اور نہ ہی یہ طاقت کے استعمال کا نتیجہ ہے۔ عوام قدرتی انداز میں رہ رہے تھے۔ انھیں اپنی مشکلات کا احساس

ہوا اور تحفظ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ انھوں نے مل جل کر ایک ریاست میں رہنے کا فیصلہ ایک معاہدے کے ذریعے سے کیا۔ ریاست میں حکومت اور قوانین بنائے گئے۔ فطری زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ اب سب لوگ ریاستی حکمران کے مطیع ہو گئے۔

☆ نظریہ معاہدہ عمرانی یعنی معاشرہ میں رہتے ہوئے عوام کا ایک معاہدہ طے کرنا اور ریاست بنا لینا ایک ایسا نظریہ ہے جس کی مدد سے کئی تاریخی ثبوت بھی پیش کیے جاتے ہیں۔

☆ قدیم یونانی مفکرین افلاطون اور ارسطو کے دور میں معاہدہ عمرانی کا تصور موجود تھا جو اُن کے پیش رو مفکرین سوفسطائیوں نے تخلیق کیا تھا۔

☆ ایک ہندو وزیر اعظم چانکیہ نے چندر گپت موریہ کے زمانے میں ارتھ شاستر نامی کتاب میں ریاست کی معاہدہ عمرانی کی بنیاد پر تخلیق کے تصور کی حمایت کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ فطری زمانے کو ترک کر کے لوگوں نے معاہدہ کیا اور منو نامی فرد کو اپنا حکمران بنا لیا۔

نظریہ معاہدہ عمرانی پوری تفصیل کے ساتھ پہلی بار سولھویں صدی میں منظر عام پر آیا۔ متعدد مفکرین نے اس نظریے کے حق میں دلائل دیے۔ تین مفکرین نے اس معاہدے کے بارے میں اپنی اپنی آرا پیش کیں جو درج ذیل ہیں۔

تھامس ہابز (Thomas Hobbes)

تھامس ہابز 1588ء میں انگلستان میں پیدا ہوا۔ اس کی مشہور کتاب کا نام لیویاتھان (Leviathan) ہے۔ اس وقت انگلستان میں خانہ جنگی جاری تھی۔ بادشاہ اور پارلیمنٹ کی افواج لڑ رہی تھیں۔ ہابز اُس جنگ میں بادشاہ کا مددگار تھا۔ اُس نے قلم کے ذریعے بادشاہ کو مضبوط بنایا اور اپنی تحریروں میں ایسا فلسفہ پیش کیا کہ بادشاہ کو حق بجانب قرار دیا۔

جان لاک (John Locke)

جان لاک 1632ء میں انگلستان میں پیدا ہوا۔ اس کی مشہور کتاب کا نام آن سول گورنمنٹ (On Civil Government) ہے۔ جان لاک انگلستان میں پارلیمنٹ کی برتری چاہتا تھا۔ وہ دستوری بادشاہت اور جمہوری اقدار کے فروغ کا قائل تھا۔ وہ عوام کو اقتدار کا حقیقی مالک ثابت کرنا چاہتا تھا اور اس مقصد کے لیے اُس کے قلم نے نمایاں اثر دکھایا۔

روسو (Rousseau)

روسو 1712ء میں فرانس میں پیدا ہوا۔ اس کی مشہور کتاب کا نام سوشل کنٹریکٹ (Social Contract) ہے۔ فرانس میں مطلق العنان بادشاہ ظلم و جبر کے ساتھ عوام کو اپنے شکنجے میں جکڑے ہوئے تھے۔ عوام آزادی، مساوات اور جمہوریت کے لیے انقلاب لانے کے لیے کوشاں تھے۔ ایسے میں روسو نے اپنی تحریروں کے ذریعے انقلاب کی راہ ہموار کی۔ انقلابِ فرانس 1789ء کی کامیابی میں روسو کی تحریروں کو بڑا عمل دخل حاصل تھا۔ روسو نے انسانی حقوق، آزادی اور مساوات کے لیے جدوجہد کی۔

تنقیدی جائزہ

اگرچہ تینوں مفکرین نے ریاست کی ابتدا کے بارے میں معاہدہ عمرانی کے نظریہ کو صحیح گردانا لیکن تینوں کے زاویے، تفاصیل اور مقاصد مختلف تھے۔ اُن کے فلسفیانہ نکات میں بڑا تضاد تھا۔ تینوں مفکرین نے اس فلسفے کو اپنے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے اپنے اپنے انداز میں پیش کیا۔ ہابز کے نزدیک قدرتی حالت کا زمانہ بدامنی، افراتفری اور انتشار کا دور تھا۔ لاک کے نزدیک یہ دور بڑا خوشگوار تھا اور روسو کے

لیے یہ دور جنت سے کم نہ تھا۔ اس کے علاوہ معاہدے کی نوعیت اور فریقین کے متعلق بھی تینوں مفکرین متضاد آرا رکھتے ہیں۔

سر ہنری مین کا خیال ہے کہ قدیم معاشرے میں افراد پر خاندان کا بہت سخت کنٹرول تھا، لہٰذا اگر ایسا کوئی معاہدہ ہوا تھا تو افراد کے درمیان نہیں بلکہ خاندانوں کے درمیان ہو سکتا تھا۔

جان لاک اور روسو کا خیال ہے کہ حکومت اگر معاہدے کی پابندی نہ کرے تو عوام کو بغاوت کرنے کے وسیع اختیارات حاصل ہیں، لہٰذا گرین، ڈیوڈ ہیوم اور بینتھم جیسے مفکرین اس نظریے کو خطرناک قرار دیتے ہیں کیونکہ یہ سرکشی اور باغیانہ سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

ریاست اور حکومت میں فرق

(Difference between State and Government)

ریاست اور حکومت دو مختلف اصطلاحات ہیں۔ بعض فلسفیوں اور حکمرانوں نے دونوں کو ایک سے معنی دیے۔ انگریز فلسفی تھامس ہابز اور فرانسیسی حکمران لوئی XIV اسی خیال کے حامی تھے۔ موخر الذکر کہتا تھا ''کہ ریاست اور حکومت میں کوئی فرق نہیں ہے۔'' موجودہ دور میں ریاست اور حکومت میں نمایاں فرق ہے جو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:

1- حکومت، ایک عنصر

ریاست کے چار عناصر آبادی، علاقہ، حکومت اور اقتدار اعلیٰ ہیں۔ حکومت ان میں سے ایک عنصر ہے۔ یوں حکومت ریاست کا ایک جزو ہے۔

2- تنقید کا پہلو

ریاست ایک مقدس ادارہ ہے، جس کا احترام لازم ہے۔ کسی فرد کو ریاست پر تنقید کا حق نہیں ہوتا۔ کوئی شہری اگر ریاست کی مخالفت کرتا ہے تو غدار کہلاتا ہے۔ حکومت کی خرابیوں کی نشان دہی کرنا اور تنقیدی رویہ اختیار کرنا ہر شہری کا بنیادی حق ہے۔ حکومت پر تنقید کرنے والوں کو غدار نہیں کہا جا سکتا۔

3- حکومت کی طرز ہائے

ریاست ہر جگہ ایک ہی طرز میں پائی جاتی ہے، لیکن حکومت کی شکلیں مختلف ممالک میں مختلف ہیں۔ بادشاہت، آمریت، اشرافیہ، جمہوریت، پارلیمانی نظام، صدارتی نظام اور متعدد کئی اقسام دنیا کے مختلف ممالک میں رائج ہیں۔ حکومت کی مختلف طرز ہائے کے خدوخال جداگانہ ہیں، جب کہ ریاستیں دنیا بھر میں یکساں صورت میں قائم ہیں۔

4- رُکنیت

حکومت کی رکنیت اس کے تین شعبوں، مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ سے وابستہ افراد تک محدود ہے۔ ریاست ایک وسیع ادارہ ہے اور ریاست کے تمام شہری اس کے ارکان شمار ہوتے ہیں۔ حکومت محدود اور ریاست وسیع صورت کی حامل ہے۔

5- ایک ریاست میں کئی حکومتیں

پاکستان میں ایک وفاقی اور چار صوبائی حکومتیں ہیں۔ ریاست ہائے متحدہ امریکا میں ایک وفاقی اور 50 یونٹوں کی حکومتیں ہیں۔ یوں ایک ریاست میں کئی حکومتیں بیک وقت وجود رکھتی ہیں۔

6- حکومتی تبدیلیاں

حکومت ہمیشہ ایک نہیں رہتی۔ جمہوریت میں بالخصوص حکومتی تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔ انتخابات میں جیتنے والی سیاسی جماعت حکومت بناتی ہے اور اگر مقننہ کے ارکان کی اکثریت کی حمایت اُسے حاصل نہ رہے تو مستعفی ہو کر نئی حکومت کے لیے جگہ خالی کر جاتی ہے۔ ریاست اس کے برعکس عموماً ایک ہی شکل میں مسلسل قائم رہتی ہے۔ ریاست میں تبدیلی آ سکتی ہے لیکن یہ بہت ہی کم ہوتا ہے، جیسے 1971ء میں پاکستان دو ریاستوں میں تقسیم ہو گیا۔

7- اقتدارِ اعلیٰ

ریاست کا وجود اقتدارِ اعلیٰ کے بغیر ممکن نہیں ہوتا۔ اقتدارِ اعلیٰ وہ اعلیٰ اختیار ہے جو ریاست کو بیرونی دباؤ سے آزاد رکھتا ہے اور اندرونی طور پر تمام اداروں اور افراد پر حاوی ہوتا ہے۔ حکومت سے اقتدارِ اعلیٰ کا تعلق نہیں ہوتا۔ حکومت اقتدارِ اعلیٰ کے بغیر بھی بنائی جا سکتی ہے۔ جیسے صوبائی حکومت مرکز کے اقتدارِ اعلیٰ کے تابع ہوتی ہے اور اس کا اپنا اقتدارِ اعلیٰ نہیں ہوتا۔

8- شہریوں کے حقوق

حقوق عطا کرنا ریاست کا کام ہے۔ حکومت کا ان سے تعلق نہیں ہوتا۔ ریاست حقوق دیتی بھی ہے، سلب اور معطل بھی کر سکتی ہے۔ آئین کی رُو سے حقوق ریاست کی جانب سے شہریوں کو ملتے ہیں۔

9- علاقہ

حکومت کا قیام علاقے کے بغیر بھی ممکن ہوتا ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران مغربی یورپ کے کئی ممالک کی حکومتیں لندن میں کام کرتی رہیں حالانکہ ان کی اپنی ریاستوں کے علاقوں پر جرمنی کا قبضہ ہو چکا تھا۔ جلاوطن حکومت کا تصور موجود ہے جو علاقے کے بغیر بھی نظر آتی ہے۔ ریاست کو علاقے کے بغیر تسلیم نہیں کیا جاتا۔

ریاست اور معاشرہ میں فرق

(Difference between State and Society)

ریاست اور معاشرہ ایک دوسرے سے بالکل مختلف تصورات ہیں۔ دونوں کی ابتدا ارتقا اور خصوصیات جدا ہیں۔ قدیم یونانی مفکرین کے نزدیک ریاست اور معاشرہ میں کوئی فرق نہ تھا۔ وہی افراد جو معاشرے کی رکنیت رکھتے ہیں ریاست کے بھی باشندے تھے۔ قدیم دور میں شہری ریاستیں تھیں۔ ہر ریاست ایک آبادی پر مشتمل تھی اور آبادی ایک مکمل معاشرہ بھی سمجھی جاتی تھی۔ بعد ازاں ریاست کی حدود میں وسعت پیدا ہوتی گئی تو ریاست معاشرے سے مختلف ادارہ بن گئی۔ آج دونوں واضح طور پر الگ الگ پہچان رکھتے ہیں۔

1- حکومت

ریاست کا وجود حکومت کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ حکومت ریاست کے چار عناصر میں سے ایک ہے۔ معاشرہ میں حکومت کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ اپنا وجود قائم رکھنے کے لیے حکومت کا محتاج نہیں ہے۔

2- علاقہ

حکومت کی طرح علاقہ بھی ریاست کے وجود کے لیے لازم ہے۔ اگر علاقہ نہ ہو تو ریاست وجود ہی نہیں پا سکتی۔ معاشرہ کے لیے مخصوص علاقہ کا ہونا ضروری نہیں۔ معاشرہ کی سرحدیں کوئی نہیں ہوتیں۔ یہ اپنا اثر پھیلاتا چلا جاتا ہے۔ نقشے پر ہم لکیر نہیں کھینچ سکتے کہ کوئی معاشرہ اس

جگہ سے شروع ہو کر اس جگہ تک پھیلا ہوا ہے۔

3- اقتدار اعلیٰ

معاشرہ کو اقتدار اعلیٰ حاصل نہیں ہوتا۔ یہ اقتدار اعلیٰ کے بغیر اپنا وجود قائم رکھتا ہے۔اس کے برعکس ریاست کا قیام اقتدار اعلیٰ کا متقاضی ہے۔

4- رضا کارانہ بنیاد

ریاست کی رکنیت لازمی ہے۔ایک وقت میں ایک ریاست کی رکنیت رکھنا فرد کے لیے بنیادی شرط ہے۔معاشرہ کے حوالے سے ایسی شرط ضروری نہیں۔کوئی فرد کسی بھی معاشرے سے وابستہ نہ ہونا چاہے تو وہ ایسا کر سکتا ہے وہ جب چاہے کسی معاشرے کا رکن بن سکتا ہے اور جب چاہے رکنیت ترک کر سکتا ہے۔ یہ خالص رضا کارانہ تنظیم ہے۔

5- رسوم ورواج اور قانون

معاشرہ کا نظام رسوم ورواج کے بل بوتے پر چلتا ہے۔معاشرے میں پائی جانے والی مشترکہ عادات کو رسوم ورواج کہا جاتا ہے۔ان پر عمل نہ کرنے والے فرد کے خلاف پولیس کاروائی نہیں کرتی۔دوسری جانب ریاست کی قوت کا دارومدار قانون پر ہے جو بڑے غوروخوض کے بعد عموماً تحریری شکل میں تیار کیا جاتا ہے۔قانون کی خلاف ورزی کرنے والے افراد کو پولیس پکڑتی ہے اور عدلیہ سے سزا دلواتی ہے۔ ریاست کی جیلیں اور عدالتیں اسی مقصد کے لیے موجود ہیں۔

6- سزا کا انداز

ریاست ایسے فرد کو سزا دیتی ہے جو قانون شکنی کرتا ہے۔اُسے جیل میں ڈالتی ہے جب کہ معاشرہ کا سزا دینے کا تصور مختلف ہے۔ معاشرے کے رسوم ورواج کو نظر انداز کرنے والے لوگوں سے سماجی روابط منقطع کر لیے جاتے ہیں اور انھیں مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ معاشرے کے رسوم ورواج کی پابندی کریں۔

7- برتر حیثیت

معاشرہ بہت مضبوط تنظیم ہے لیکن ریاست کو اس سے برتر حیثیت حاصل ہے۔معاشرے کے تمام ادارے ریاست کے تابع ہوتے ہیں۔ایسے رسوم ورواج پر عمل کرنا معاشرے کے لیے دشوار ہو جاتا ہے جو ریاستی قانون سے متصادم ہوں۔معاشرہ مختلف اداروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ریاست اگرچہ برتر ہوتی ہے مگر وہ ایسے قوانین تشکیل دینے سے گریز کرتی ہے جو معاشرتی قدروں کے منافی ہوں۔ریاست کے لیے ایسے قوانین پر عمل کرانا مشکل ہو جاتا ہے۔

8- مقاصد میں تنوع

ریاست سیاسی مقاصد کے لیے بنائی گئی ہے لیکن معاشرہ کثیر المقاصد ہے۔ یہ ثقافتی، مذہبی، تفریحی اور اخلاقی مقاصد کی تکمیل کے لیے کام کرتا ہے۔فرائض اور ذمہ داریوں کے حوالے سے معاشرے کو کہیں زیادہ وسعت حاصل ہے۔

9- معاشرے کی قدامت

معاشرہ اس وقت سے قائم ہے جب سے حضرت انسان نے اپنی زندگی کا آغاز کیا۔انسان اور معاشرہ کی عمر برابر ہے۔اس لیے ہم دیکھیں تو معاشرہ بہت ہی قدیم ہے۔اس کے مقابلے پر ریاست کا قیام چند ہزار سال پہلے ممکن ہوا، ریاست تو درحقیقت معاشرے کی پیداوار ہے اور معاشرے کی ضروریات کے لیے بنائی گئی ہے۔

10- ٹھوس نظم ونسق

ریاست کی تنظیم ٹھوس ہے۔ اس کے شعبے مستقل اور مربوط ہیں۔ معاشرہ تو رضا کارانہ انداز کا مالک ہے۔ اس کے ادارے زیادہ ٹھوس نہیں ہیں۔ یہ کئی اداروں کا مجموعہ ہے۔ اور ان میں بعض زیادہ منظم شکل کے حامل نہیں ہیں۔

ریاست اور قوم میں فرق

(Difference between State and Nation)

1- اقتدار اعلیٰ

ریاست کی تکمیل اقتدار اعلیٰ کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ ریاست کا لازمی عنصر ہے۔ قوم کو اقتدار اعلیٰ حاصل نہ ہو پھر بھی قوم کہلاتی ہے۔ دنیا میں کئی اقوام نے آزادی کی جدوجہد کی اور بالآخر اپنی ریاست قائم کر لی۔

2- حکومت

اقتدار اعلیٰ کی طرح حکومت بھی ریاست کا لازمی حصہ ہے۔ ریاست میں حکومت نہ ہو تو یہ نامکمل سمجھی جاتی ہے۔ قوم کے لیے حکومت قائم کرنا لازمی نہیں۔ غیر ملکی قابض افواج کی موجودگی میں اپنے ہی علاقے میں کوئی قوم اقتدار اعلیٰ اور حکومت دونوں سے محروم کر دی جاتی ہے لیکن اس کے باوجود وہ قوم رہتی ہے۔

3- ریاست اور قانون

ریاست ایک مخصوص علاقے میں عوام کے منظم طور پر رہنے کا نام ہے۔ قانون ریاست کے اندر نظم ونسق قائم کرنے کے لیے بنایا جاتا ہے۔ ریاست کا تصور قانون کی موجودگی میں مکمل ہوتا ہے۔ قوم کے لیے ایک قانونی ڈھانچا ترتیب دینا لازمی نہیں۔

4- چار عناصر

ریاست چار عناصر کا مجموعہ ہے یعنی آبادی، حکومت، علاقہ اور اقتدار اعلیٰ۔ قوم کے لیے آبادی تو ضروری ہے لیکن یہ علاقے، حکومت اور اقتدار اعلیٰ کے بغیر بھی مکمل سمجھی جاتی ہے، البتہ یہ ان تینوں عناصر کے لیے کوشاں رہتی ہے۔ جب ایسا ہو جائے تو قوم ایک ریاست کی مالک بن جاتی ہے۔

ریاست کا اسلامی تصور

(Islamic Concept of State)

اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے۔ یہ نظام انسانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ اسلامی معاشرے کی اقدار کا تعین بھی کرتا ہے اور سیاسی نظام کے خدوخال بھی پوری طرح واضح کرتا ہے۔ اسلام میں ریاست کا واضح تصور پایا جاتا ہے۔

اسلامی ریاست کی تعریف

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ: ''اہل مدینہ ایسے افراد کا گروہ ہے جو ایک مخصوص علاقے میں رہتے ہوں۔ اُن کی اپنی حکومت ہو اور وہ اپنے علاقے میں بیرونی دباؤ سے پوری طرح آزاد ہوں۔'' حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی دی گئی ریاست کی تعریف مکمل ہے اور اس تعریف کے مطابق ریاست کے چار عناصر، آبادی، علاقہ، حکومت اور اقتدار اعلیٰ ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور ڈاکٹر گارنر کی

تعریفیں بڑی حد تک ملتی جلتی ہیں۔ تاہم ان چار عناصر کی تشریح اسلامی نقطۂ نظر سے کافی مختلف کی جاتی ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے ریاست کے درج ذیل عناصر ہیں۔

1- افراد

افراد یا آبادی پہلا عنصر ہے اور ظاہر ہے کہ افراد کے بغیر ریاست کا وجود ممکن ہی نہیں۔ ریاست قائم ہی افراد کے لیے ہوتی ہے۔ اسلامی ریاست کے باشندوں کی دو اقسام ہیں۔ مسلم باشندے اور غیر مسلم باشندے۔ غیر مسلموں کو ذمی کہا جاتا ہے اور اُن کا مقام اسلامی ریاست اور معاشرے میں مختلف ہوتا ہے۔ وہ جزیہ دیتے ہیں اور اُن کی جان اور مال کی حفاظت کرنا اسلامی ریاست کے حاکم کا فرض ہوتا ہے۔ مسلمان باشندے زکوٰۃ دیتے ہیں۔ غیر مسلم سربراہ مملکت نہیں بن سکتا اور نہ ہی اہم پالیسی ساز اداروں کی رکنیت اُسے حاصل ہوتی ہے۔ افراد کی آبادی کے حوالے سے کوئی واضح اصول نہیں اپنایا گیا۔ لوگوں کی بہبود کو ریاست مدِ نظر رکھتی ہے۔ اُن کی بنیادی ضرورتوں کی تکمیل ریاست کا فرض ہے۔ باشندہ مسلم ہو یا غیر مسلم ہر ایک کی زندگی ریاست کے پاس مقدس امانت ہے۔ قانون کی نظر میں کوئی امتیاز نہیں برتا جاتا۔

2- علاقہ

اسلامی ریاست کے لیے علاقہ ہونا لازمی قرار پایا ہے۔ علاقے کے بغیر ریاست کا تصور پورا نہیں ہوتا۔ اسلامی ریاست میں وسیع سے وسیع تر علاقے کی شمولیت کو پسند کیا جاتا ہے۔ اسلام ایک منصفانہ اور مکمل ترین نظام ہے۔ ضروری ہے کہ اسے دنیا کے زیادہ سے زیادہ حصوں میں متعارف کرایا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی نظریہ کے فروغ پر خصوصی طور پر زور دیا جاتا ہے۔ دنیا بھر میں غیر اسلامی نظاموں کی جگہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا نظام لایا جائے تو انصاف اور مساوات کے دروازے کھل سکتے ہیں۔ اسلامی ریاست کے علاقے میں جتنی وسعت ہوگی، اسلام کا نظام اتنا ہی مضبوط اور مؤثر بنتا جائے گا۔

3- حکومت

حکومت وہ ادارہ ہے جو ریاست کے اندر نظم و نسق چلاتا اور ضبط قائم رکھتا ہے۔ حکومت کے تین شعبہ جات شمار کیے جاتے ہیں۔

1- قانون سازی 2- انتظامی 3- عدالتی

اسلامی نظام جمہوریت کے تمام تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل درآمد کیا جاتا ہے اور عوام براہِ راست یا اپنے نمائندوں کے ذریعے قانون بناتے اور اُس پر عمل درآمد کرتے ہیں۔ اسلامی ریاست میں حکومت کا ایک شعبہ مقننہ ہے جو بدلتے ہوئے حالات اور ضرورتوں کے پیشِ نظر قانون بناتا ہے۔ قانون بنانے میں یہ مطلق العنان نہیں ہوتا۔ یہ قرآن پاک، سنت اور احادیثِ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی روشنی میں قوانین کو ترتیب دیتا ہے۔ ان سے متصادم کوئی قانون نہیں بنایا جا سکتا۔ انتظامیہ کے فرائض امیر المومنین ادا کرتا ہے۔ ہم اُسے صدر یا وزیر اعظم بھی کہہ سکتے ہیں۔ وہ اپنی مجلسِ شوریٰ کی رائے کے ساتھ انتظامی فیصلے کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کا پابند ہے۔ وہ مختارِ کل نہیں۔ اپنے افعال کے لیے وہ اللہ تعالیٰ اور عوام کو جواب دہ ہے۔ اسلام میں عدالتی فرائض انجام دینے کے لیے قاضی مقرر کیے جاتے ہیں۔ جو قرآن و سنت کے اصولوں سے پوری طرح بہرہ ور ہوتے ہیں۔ عدلیہ آزاد اور با اختیار ہوتی ہے۔ وہ امیر المومنین یا مجلسِ شوریٰ کے دباؤ سے بے نیاز ہو کر انصاف کرتی ہے۔ یہاں تک کہ عدالت امیر المومنین کو بھی اپنے ہاں طلب کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔

4- اقتدارِاعلیٰ

اسلامی ریاست میں اقتدارِاعلیٰ کا مالک خدائے بزرگ و برتر ہے جو ہر شے پر قادر ہے اور جس کی منشا کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ امیرالمومنین یا مجلسِ شوریٰ کو اقتدارِاعلیٰ حاصل نہیں ہوتا۔ وہ پابند ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق اپنے فرائض ادا کریں۔ پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے جس کے آئین میں واضح کیا گیا ہے کہ اقتدارِاعلیٰ اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اور پاکستان کے عوامی نمائندے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ایک امانت سمجھتے ہوئے اس کا استعمال کرتے ہیں۔ مقتدرِاعلیٰ خود اللہ تعالیٰ ہے۔ امیرالمومنین اُس کے حکم کا پوری طرح پابند ہے۔ اسلام میں فرد کے اقتدارِاعلیٰ کا بالکل کوئی تصور نہیں ہے۔

5- فلاحی مملکت

اسلامی ریاست ایک فلاحی ریاست ہے، جس میں عوام کی بنیادی ضرورتوں کی تکمیل ریاست کی ذمہ داری ہے۔ مساوات، انصاف، رواداری، جمہوریت اور معاشرتی بہبود کے تقاضے پورے کرنا اسلامی ریاست کا فرض ہے۔ عوام کے معاشی حالات کو بہتر بنانا، معیارِ زندگی کو بلند کرنا، بھوک و افلاس سے چھٹکارا دلانا، ذرائع روزگار مہیا کرنا اور دولت کی منصفانہ تقسیم کرنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اسلامی ریاست فلاحی بنیادوں کو مضبوط کرتی ہے اور عوام کے دکھوں کا مداوا کرنا اس کا بنیادی فرض ہے۔

فلاحی ریاست کا مغربی تصور
(Western Concept of Welfare State)

ریاست کے مقاصد کیا ہیں؟ کیوں وجود میں آئی؟ ان سوالوں کے حوالے سے مفکرین نے اپنے اپنے تصورات پیش کیے ہیں۔

☆ کچھ کہتے ہیں کہ ریاست کا قائم ہونا بجائے خود ایک مقصد ہے، (مثالیت پسند)

☆ بعض کا خیال ہے کہ فرد کو زیادہ سے زیادہ ریاست کے کنٹرول سے آزاد رکھا جائے اور ریاست کم سے کم مداخلت کرے، (انفرادیت پسند)

☆ کچھ کہتے ہیں کہ ریاست افراد پر پوری طرح حاوی ہو، (اشتراکیت پسند)

مندرجہ بالا خیالات مفکرین کے مختلف گروہوں کے ہیں۔ مثالیت پسند ریاست کو زمین پر اللہ تعالیٰ کا مظہر مانتے ہیں۔ انفرادیت پسند ریاست کو ایسی برائی قرار دیتے ہیں جو بڑی برائیوں کے خاتمے کے لیے ضروری ہے۔ یہ بحث صدیوں سے جاری رہی۔ مدتوں حکمران ریاست پر چھائے رہے اور عوام پر ظلم و ستم ہوتا رہا۔ انیسویں اور بیسویں صدی میں ریاست کے کنٹرول کو کم سے کم کرنے کے لیے تحریکیں چلائی جاتی رہیں۔ ریاست کا مقصد متعین کرنے کے لیے کئی نئے نظریات بھی سامنے آئے، ایک طویل بحث کے بعد اب مفکرین کی بڑی تعداد اس نقطہ پر متفق ہوتی نظر آتی ہے کہ ریاست عوام کی بھلائی کے لیے بنی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے بھی پہلے ارسطو نے کہا تھا کہ "ریاست بنائی گئی تاکہ انسان کی بنیادی ضرورتیں پوری ہو سکیں اور جاری رکھی گئی ہے تاکہ انسان بہتر زندگی گزار سکے۔" ارسطو کے نظریہ کو بالآخر پذیرائی حاصل ہوئی اور آج ریاست ایک مثبت، مفید اور بہت ضروری ادارہ مانی جاتی ہے جو بنی نوع انسان کے دکھوں کا مداوا کر رہی ہے۔ آج کہا جاتا ہے کہ ریاست فلاحی مقاصد کے لیے وجود رکھتی ہے۔

لاسکی: "فلاحی ریاست ایک ایسی تنظیم ہے جو بہت بڑے پیمانے پر معاشی فلاح و بہبود کو حاصل کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔"

کانٹ: "فلاحی ریاست شہریوں کو معاشرتی کاموں کا ایک وسیع حلقہ فراہم کرتی ہے۔"

جدید دور میں ریاست سے محض جنگ و جدل کا کام نہیں لیا جاتا اور نہ ہی شاہی خاندان کی فتوحات کے شوق کو پورا کرنے کے لیے قائم ہے بلکہ یہ زیادہ سے زیادہ انسانوں کی زیادہ سے زیادہ خوشی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اسے عوامی فلاح و بہبود کے بارے میں ہر وقت کوشاں رہنا چاہیے۔

مغربی فلاحی ریاست کے خدوخال
(Characteristics of Western Welfare State)

1- بنیادی حقوق

عدالتوں کے ذریعے شہریوں کے بنیادی حقوق کے تحفظ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ شہریوں کو معاشرتی، معاشی،، مذہبی، سیاسی اور ثقافتی حقوق کی فراہمی کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ بنیادی حقوق اور آزادیاں افراد کو خوش گوار ماحول مہیا کرتی ہیں اور ان کا دھیان رکھنا فلاحی ریاست کا فرض ہے۔

2- بنیادی ضروریاتِ زندگی

عوام کی تین اہم اور بنیادی ضرورتیں ہوتی ہیں۔ وہ خوراک، لباس اور رہنے کے لیے چھت چاہتے ہیں۔ ان تینوں ضرورتوں کی طرف سب سے پہلے فلاحی ریاست توجہ دیتی ہے۔ حکومت ایسے اقدام اٹھاتی ہے کہ ریاست میں نہ کوئی بھوکا رہے، نہ لباس کے بغیر اور نہ ہی کھلے آسمان تلے سونے پر مجبور ہو۔

3- عزت و آبرو کا تحفظ

ہر شہری چاہتا ہے کہ وہ اور اُس کے اہل خانہ محفوظ زندگی گزاریں۔ اُن کی جان، عزت اور مال پر کوئی حرف نہ آئے۔ اس مقصد کے لیے ریاست ایک وسیع انتظامی مشینری ترتیب دیتی ہے۔ پولیس اور دیگر فورسز کو چوکنا رکھتی ہے۔ سماج دشمن عناصر کی سرکوبی کرتی ہے۔ معاشرے کے تمام طبقات اور افراد کو پرسکون ماحول میں جینے کا سامان مہیا کرتی ہے۔

4- معیارِ زندگی

ریاست کے ہر فرد کی ضروریاتِ زندگی پوری ہونی چاہییں تاکہ وہ معیارِ زندگی قائم رکھ سکے۔ اچھی اور متوازن خوراک، موسم کے مطابق اچھے لباس اور رہائش کے لیے تمام ضرورتوں سے مزین گھر میسر آئے۔ زندگی اچھی طرح بسر کرنے کے لیے مواقع فراہم ہوں۔ محض جینا نہیں بلکہ اچھے انداز میں جینے کا ریاست کی طرف سے اہتمام ہو۔

5- عدلیہ کی آزادی

فلاحی ریاست میں عوام کے حقوق کا دھیان رکھا جاتا ہے۔ انھیں آئینی تحفظ حاصل ہوتا ہے اور اگر کسی شہری کا کوئی حق ضائع جاتا ہے تو وہ عدلیہ کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔ عدلیہ آزاد، خودمختار اور باوقار بنائی جاتی ہے تاکہ لوگوں کو انصاف مل سکے۔ جرم کی بیخ کنی کی کوشش پولیس کرتی ہے۔ اور عدلیہ سے مجرموں کو سزا دلواتی ہے۔

6- صحت و تعلیم کے مواقع

فلاحی ریاست میں ہسپتال، ڈسپنسریاں، میڈیکل کالج، نرسوں کی تربیت کے ادارے، سستی اور معیاری دوائیں اور لیبارٹریاں موجود ہوتی ہیں۔ علاج کی سہولتیں زیادہ اور سستی بھی ہوں۔ اسی طرح سکول، کالج، یونیورسٹیاں، لائبریریاں اور انسٹی ٹیوٹ وغیرہ قائم ہوں، جہاں لوگ تعلیم کے حصول کے لیے جا سکیں۔ پرائمری تعلیم مفت اور لازمی ہو اور اعلیٰ تعلیم کے لیے مناسب اور سستے مواقع موجود ہوں۔ تعلیم، دولت کے ذریعے خریدنے کا رواج نہ ہو بلکہ میرٹ پر آنے والے طلبہ کو حکومت وسائل عطا کرے تاکہ وہ تعلیم حاصل کر سکیں۔

7- دولت کی منصفانہ تقسیم

فلاحی ریاست میں وسائل پر کسی مخصوص گروہ کی اجارہ داری کو ختم اور دولت کو زیادہ سے زیادہ افراد میں منصفانہ طور پر تقسیم کر دیا جاتا

کہ اُس کا نام ایسے افراد کی فہرست میں شامل کر لیا جائے جو بیت المال سے وظیفہ پا رہے تھے۔ عدل و انصاف کے حوالے سے تمام شہریوں کو یکساں طور پر مستحق سمجھا جاتا ہے۔

7- حکومت کی ذمہ داریاں

حکومت کو اسلامی ریاست میں پابند کیا گیا ہے کہ وہ تمام باشندوں کے تحفظ، ضرورتوں اور سہولتوں کی فراہمی کا دھیان رکھے۔ حکومت میں شامل لوگ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ سمجھتے ہیں وہ عوام کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں اور عوام کے حقوق اُن کی امانتیں سمجھ کر ادا کرتے ہیں۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا "جس کا کوئی سرپرست نہیں، اُس کی سرپرست اسلامی حکومت ہے۔" حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلیٰ روایات قائم کیں۔ وہ عوام کا حال جاننے کے لیے راتوں کو گلیوں میں نکل جاتے اور جہاں کہیں ناانصافی دیکھتے تو فوری طور پر مناسب اقدام اُٹھاتے۔ اُن کا ایک فقرہ جس نے سارے موضوع کو پوری طرح واضح کر دیا کہ "دریائے دجلہ کے کنارے کوئی کتا بھی بھوک سے مر گیا تو اُس کی ذمہ داری مجھ پر ہوگی۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں رجسٹر مرتب کیے اور ضرورت مندوں کے نام درج کیے گئے۔ آج اگر اس نمونہ کو اپنایا جائے تو اسلامی ریاست دنیا کی سب سے زیادہ مثالی فلاحی ریاست کی شکل اختیار کر سکتی ہے۔

8- انفرادی آزادیاں

ہر فرد کو اسلامی ریاست میں آزادی اور حقوق بہم پہنچائے جاتے ہیں۔ اُس کی نجی زندگی میں ریاست مداخلت نہیں کرتی، اگر وہ اسلامی اصولوں پر پوری طرح عمل پیرا ہو۔ فرد کی جائیداد کی ملکیت کا حق ریاست تسلیم کرتی ہے لیکن لازم ہے کہ یہ جائیداد قانونی طریقوں سے کمائی گئی دولت سے خریدی گئی ہو۔ اسلامی ریاست میں شہریوں میں ترقی کے مواقع برابر فراہم کرنے کی پالیسی اپنائی جاتی ہے۔ اُس کے بعد کوئی فرد دوسروں سے برتر حیثیت اختیار کر لے اور اپنی محنت و قابلیت کی وجہ سے زیادہ آگے بڑھ جائے تو اُس کے درجے کا تحفظ اسلامی ریاست خود کرتی ہے۔

مشقی سوالات

1- ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں:۔

i- خاندانوں اور دیہاتوں کا ایسا اجتماع جس میں افراد خود کفیل اور خوشیوں بھری زندگی گزاریں، کہلاتی ہے:

(الف) قوم (ب) طبقہ (ج) ملت (د) ریاست

ii- حکومت کے شعبے ہیں:

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

iii- ریاست کی تخلیق کا یہ نظریہ درست قرار دیا جاتا ہے:

(الف) نظریہ ربانی (ب) معاہدہ عمرانی (ج) تاریخی نظریہ (د) نظریہ قوت

iv- نظریہ معاہدہ عمرانی پیش کرنے والے مفکرین میں غیر متعلقہ مفکر ہے:

(الف) تھامس ہابز (ب) لاکی (ج) جان لاک (د) روسو

v- ''اہل مدینہ ایسے افراد کا گروہ ہے جو ایک مخصوص علاقے میں رہتے ہوں، ان کی اپنی حکومت ہو اور وہ اپنے علاقے میں بیرونی دباؤ سے پوری طرح آزاد ہوں'' ریاست کی یہ تعریف جس مفکر نے کی ہے:

(الف) ابنِ خلدون　　(ب) شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ

(ج) علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ　　(د) امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ

vi- مشہور مفکر جان لاک کی پیدائش ہوئی:

(الف) 1632ء میں　(ب) 1634ء میں　(ج) 1636ء میں　(د) 1638ء میں

vii- کتاب سوشل کنٹریکٹ (Social Contract) کا مصنف ہے:

(الف) اوپن ہائم　(ب) ابنِ خلدون　(ج) نطشے　(د) روسو

viii- نظریہ پدرسری کو پیش کرنے والے مفکر کا نام ہے:

(الف) ارسطو　(ب) سر ہنری مین　(ج) لوئی XIV　(د) جینز

ix- انگلستان میں بادشاہ کی برتری کا قائل تھا:

(الف) تھامس ہابز　(ب) وڈرو ولسن　(ج) گارنر　(د) برجیس

x- افلاطون نے ایک مثالی ریاست کی آبادی مقرر کی ہے:

(الف) 4040 افراد　(ب) 5040 افراد　(ج) 6040 افراد　(د) 7040 افراد

2- درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں:۔

i- ریاست کا تعارف بیان کریں۔

ii- انقلابِ فرانس 1789ء سے کیا مراد ہے؟

iii- ریاست اور معاشرہ قانون شکن افراد کو کیسے سزا دیتے ہیں؟

iv- اسلامی ریاست میں قوانین کیسے تشکیل پاتے ہیں؟

v- لاسکی نے فلاحی ریاست کی کیا تعریف کی ہے؟

vi- ریاست کی اجتماعی ترقی کے لیے ''منصوبہ بندی'' کا کیا کردار ہے؟

vii- فلاحی ریاست کے اسلامی تصور میں غیر مسلموں کی حیثیت واضح کریں۔

viii- اسلامی ریاست قومی ریاست سے کیسے مختلف ہے؟

ix- نظریہ قوت سے کیا مراد ہے؟

x- ریاست کی ابتدا کے متعلق ڈاکٹر لیکاک کیا کہتے ہیں؟

3- درج ذیل سوالات کے تفصیل سے جواب دیں:۔

i- ریاست کی تعریف کریں اور اس کے ضروری عناصر بیان کریں۔

ii- درج ذیل کی وضاحت کریں۔

(الف) نظریہ تخلیق ربانی (ب) نظریہ قوت (ج) نظریہ پدرسری (د) نظریہ مادرسری

iii- نظریہ معاہدہ عمرانی پر بحث کریں۔

iv- ریاست کی تخلیق میں کردار ادا کرنے والے عوامل کی وضاحت کریں۔

v- ریاست اور حکومت میں فرق بیان کریں۔

vi- اسلامی ریاست کے عناصر کا جائزہ لیں۔

vii- مغربی فلاحی ریاست کے خدوخال بیان کریں۔

viii- فلاحی ریاست کا اسلامی تصور تفصیل سے بیان کریں۔

ix- ریاست اور معاشرہ میں فرق بیان کریں۔